



اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور بُرے کاموں سے منع کرے یہی لوگ نجات پانے والے ہیں (پہ ۲۵)

ماہِ رَجَب کے کوئٹے

حضرت مولانا حکیم انیس احمد صدیقی صاحب
اے جے خان صاحب

صدیقی ٹرسٹ نسیم پلازا نشتر روڈ کراچی ۵
نزد سبیلہ چوک



صدیقی ٹرسٹ کراچی

تبلیغ و اصلاح

تبلیغ و اصلاح کے لئے جہاد کے جذبہ کی ضرورت ہے مسلمان جو عبادت و طاعت کیلئے پیدا کیا گیا تھا، اب خود اپنی تعلیمات کو فراموش کر رہا ہے۔ اگر آپ اس کی ضرورت محسوس نہیں کریں گے تو الحاد، لادینی اور بے حیائی کا طوفان پوری قوم کو تباہ کر دے گا۔

اس امر کے باوجود کہ آپ نماز، روزہ اور شعائر اسلامی کے پابند ہیں تبلیغ کے فرض کفایہ کی ذمہ داری سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔

بنی اسرائیل کی تاریخ گواہ ہے کہ کوئی قوم ہلاکت سے محفوظ نہیں ہے۔ تاوقتیکہ وہ خود بھی عمل کرے اور اپنے بھائیوں کی اصلاح کیلئے بھی کوشش کرے۔ یہ آپ کا فرض ہے اس کا خیر اور صدقہ جاریہ میں حصہ لیجئے۔

ان رسائل کی اشاعت اور مفت تقسیم کے لئے تعاون کیجئے خود شائع کیجئے یا اپنے عطیات ذریعہ بینک ڈرافٹ اور منی آرڈر صدیقی ٹرسٹ کے نام بھیجئے۔ آپ بھی اسلامی تعلیمات پر عمل کیجئے اور اپنی اولاد کو دین کی بنیادی تعلیم سے آراستہ کیجئے یہ ان کا حق اور آپ کا فرض ہے۔ اس کی جواب دہی آپ کے ذمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین

احقر زمان

خط و کتابت کے لئے پتہ

محمد منصور الزماں صدیقی

صدیقی ٹرسٹ

نسیم بلازا - نشتر روڈ نزد سبیلہ جک کراچی - ۷۴



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سید السادات

حضرت جعفر صادق علیہ السلام

کے نام نہاد کونڈوں کی حقیقت اور شرعی حکم

۱۲

حضرت مولانا حکیم انیس احمد صدیقی خفی مجددی ولی اللہی

صدیقی ٹرسٹ - نسیم پلازا - نشتر روڈ - کراچی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سید السادات حضرت امام جعفر صادق علیہ الرحمۃ والرضوان کے
 کونڈوں کی رسم قطعی طور پر بدعتِ سیئہ ہے۔ اس رسم کی ایجاد اور شہیر کا سہرا
 ایسے لوگوں کے سر ہے جو اسلام کی اصل صورت کو مسخ کرنا چاہتے ہیں۔
 اس قسم کی تمام بدعات قرآن و حدیث (کتاب و سنت) کے صاف اور
 صریح احکام کے قطعی خلاف ہے۔ کونڈوں کی کتاب خدا اور رسول صلی اللہ علیہ
 وسلم کا حکم سمجھ کر عورتوں میں پڑھی جاتی ہے وہ قطعی طور پر جھوٹی اور افتراء پر مبنی
 ہے۔ حضرت جعفر صادقؑ پر بہتان ہے۔ تمام علماء اہل سنت والجماعت، مکتب فکر
 دیوبند اور مسلک علماء بریلی اس پر متفق ہیں کہ کونڈوں کا رواج آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم یا خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مبارک دور میں
 نہ گزرا تھا۔ حدیث شریف میں ہے کہ دین میں ہر نئی پیدا کی ہوئی چیز بدعت ہے اور
 بدعت گمراہی ہے اور گمراہی کا انجام جہنم کی آگ ہے۔ بزرگوں یا غویزوں کو ایسا
 ثواب کرنا علیحدہ چیز ہے اس کے جائز و مستحب ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔

انیس احمد صدیقی

مجلس اشاعت اسلام
 صدیقی نگر کوٹ لکھپت، لاہور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سَيِّد السَّادَات

حضرت جعفر صادق علیہ الرحمۃ والرضوان
کے کونڈوں کے متعلق شرعی حکم

سوال :- حضرت سید السادات جعفر صادق علیہ الرحمۃ والرضوان کے کونڈے جو
آجکل عوام میں مروج ہیں ان کی شرعی کیا حیثیت ہے (حافظ حامد محمود صدیقی)
جواب : حضرت سید السادات جعفر صادق علیہ الرحمۃ والرضوان خانوادہ نبوت
کے چشم و چراغ ہیں۔ اکابرین اسلام میں آپ کا بلند مقام ہے۔

ولادت : ۸ رمضان سنہ ۷۰ھ

وصال : شوال ۱۴۸ھ (کافی البرایۃ والنہایۃ)

تمام مسلمان صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اہل بیت اطہار رضوان اللہ
علیہم سے خلوص دل کے ساتھ محبت اور عقیدت رکھتے ہیں اور ان کی محبت و
پیروی کو دنیا و آخرت میں نجات کا باعث سمجھتے ہیں۔ اس مسئلہ میں تحقیق یہ ہے کہ
۲۲ رجب باتفاق مؤرخین نہ موصوف کا یوم ولادت ہے، نہ یوم یوصال۔ ماہ
رجب المرجب حقیقت میں معراج نبوی علیٰ صاحبہا الف صلوٰۃ والسلام کا مہینہ ہے

امام الانبیاءؑ کی عظمت اور شان کا مہینہ ہے، اس کی اس نسبت کو مٹانے اور بدعت یعنی کوٹڈوں کے ساتھ منسوب کرنے کی ایک ناپاک سازش ہے۔ اگر حضرت موصوف سے ایسی ہی عقیدت و محبت ہے تو کھانا پکا کر مساکین اور مستحقین کو کھلایا جائے قرآن شریف پڑھ کر ایصالِ ثواب کر دیا جائے لیکن کوٹڈوں کو خاص انداز و شرائط کے ساتھ بھرنا اور کھانا کھلانا قطعی طور پر اسلام میں ایک نئی چیز پیدا کرنا یا شامل کرنا ہے۔ دین میں کسی چیز کا کم و بیش کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب ہے جو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کرتے ہیں۔

قصہ عجیبہ یا کوٹڈوں کی کتاب میں جو واقعہ تحریر کیا گیا ہے یہ قطعی طور پر بھوٹا، بے بنیاد اور بے اصل ہے۔ اسی طرح حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کی طرف سے یہ وعدہ ۲۲ رجب کو کوٹڈے کر دو اور میرے توسل سے مراد طلب کرو، مراد پوری نہ ہو تو قیامت میں تمہارا ہاتھ اور میرا دامن ہوگا۔

بلا شک و شبہ آپ پر بہتان اور تہمت ہے۔ مسلمانوں کے پاس اللہ کی کتاب قرآن مجید جس میں کوئی تغیر یا تبدیلی یا تحریف نہیں ہے موجود ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت قائمہ بھی محفوظ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمت پر احسانِ عظیم ہے۔ ساری دنیا کے مسلمان تمام عمر بھی آپ کے احسانات کا بدلہ نہیں چکا سکتے اور آپ کو اُمت سے اس قدر پیار ہے کہ والدین کو بھی بچے کے ساتھ اتنی محبت نہیں ہوتی۔ اَلنَّبِيُّ اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ آپ کی شان ہے۔ قیامت کے روز جب تمام انبیاء مرسلین علیہم السلام نفسی نفسی پکاریں گے،

آپ اُمتی اُمتی فرمائیں گے۔ آپ نے پیاری اُمت کے مصائب و مشکلات کو حل کرنے کے لئے اس قسم کے کوئڈے بھرنے کی تجویز نہیں کئے، نبی نے نہیں کئے تو دلی کس طرح تجویز کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں :-

وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٥﴾ (الانعام)

(ترجمہ) اگر تم کو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچائے تو سوائے اس کے کوئی رد نہیں کر سکتا اور اگر تم کو فائدہ پہنچائے تو سہرات پر قادر ہے۔

① اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی کسی کی تکلیف دور نہیں کر سکتا، حاجت روائی نہیں کر سکتا، غیر اللہ کی نذر کرنا شرک ہے۔

② جس طرح اس کے کرنے والا گنہگار اور بدعتی ہے اسی طرح شرکت کرنے والا بھی بدعتی اور گنہگار ہے۔

③ حضرت سیدالسادات جعفر صادقؑ تو بڑے درجہ کے بزرگ ہیں کوئی ادنیٰ ترین مسلمان بھی اس قسم کی لاف و گزاف نہیں کر سکتا۔

④ ہر مسلمان پانچ وقت نمازوں میں کئی کئی بار اِیَّاكَ لَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ پڑھتا ہے جس کا مطلب واضح یہ ہے کہ ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ کوئڈوں کے عمل سے نماز کی روح باطل ہو گئی اور اللہ تعالیٰ کے سامنے جو اقرار بار بار کرتے رہے اس میں جھوٹے ہو گئے۔

کسی نے ایک جھوٹا افسانہ گھڑ لیا اس میں مؤثر کردار عورتوں کو دیا تاکہ عورتیں اس کو پڑھ کر یاسن کر معتقد ہو جائیں۔ عام جاہل یا کم لکھی پڑھی عورتیں اس قسم کے قصہ کہانیوں کو بہت جلد قبول کر لیتی ہیں اور ان کو ایمان کا جزو بنا لیتی ہیں۔

حضرت جعفر صادقؑ کے زمانہ نجات میں بنی اُمیہ کی حکومت تھی، اس کے بعد عباسی حکومت قائم ہوئی بنی اُمیہ کا دار الخلافہ دمشق تھا اور عباسی حکومت کا دار الخلافہ بغداد تھا۔ اس زمانہ میں کوئی بادشاہ نہیں تھا۔ بادشاہت اور وزارت کا وجود مدینہ منورہ کیا پوری عرب دنیا میں نہ تھا۔ من گھڑت قصہ میں نہ بادشاہ کا نام ہے نہ وزیر کی صراحت۔ مخالفوں نے دراصل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ۲۲ رجب کو خوشی کا دن عید کے دن کی طرح منانے کے لئے ان رسوم کا سہارا لیا۔ حضرت امیر معاویہؓ کا تب و می، ہادی دہدی اور رشتے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند پشتوں کے بعد ایک جد کی اولاد عم زاد، دوسرے رشتے سے برادر نسبتی تھے۔ منافقوں کو ہمیشہ سے ان کے ساتھ بغض و عداوت رہی ہے۔

ان ہی کی وفات کی خوشی میں خستہ پوریاں جو ہندوانہ رسوم کے مطابق پکائی جاتی ہیں تقیہ (جھوٹ) کے ذریعہ یہ رسم اہل سنت و الجماعت میں پھیلا دی ہے۔ داستان عجیب یا نبی زمانہ حضرت جعفر صادقؑ چھپوا کر اس کی خوبشہیر کی ہے۔ بعض یادداشتوں سے معلوم ہوا ہے کہ کونڈ بھرنے کی ابتداء ۱۹۰۶ء میں ریاست راجپور (یو۔ پی) سے ہوئی (جو اہر المناقب) اس رسم کا کتابدعت ہے مگر ایسی ہے۔

كُلُّ مُحَدَّثٍ بِدُعَاةٍ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ (حدیث)

(ترجمہ) جو دین میں نئی بات پیدا کرے وہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں ہے

دیوبند و بریلی کے مشرب سے تعلق رکھنے والے علماء بلکہ تمام مکاتب فکر کے علماء اس پر متفق ہیں کہ حضرت جعفر صادق کے کونڈے جس طرح سے بر کوچک پاک و ہند میں رواج دیئے گئے ہیں ان کا شریعت مصطفوی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ یہ رسم سراسر بدعت اور گمراہی ہے۔

میں اعلان کرتا ہوں کہ اگر کوئی صاحب کوٹڑوں کے متعلق یہ ثابت کر دیں کہ زمانہ سلف صالحین، تابعین، تبع تابعین میں اس رسم کا کوئی وجود تھا اور شریعت مطہرہ کی رو سے یہ عمل درست ہے اس کو مبلغ ایک ہزار روپیہ بطور انعام پیش کیا جائے گا۔ جو حضرات کوٹڑوں کو مسنون اور مندوب سمجھتے ہیں ان کے لئے بہترین موقع ہے کہ احقاق حق بھی ہوگا اور رقم بھی حاصل ہوگی۔ اگر ہم یہ رقم ادا نہ کریں تو عدالت کے ذریعہ رقم حاصل کر سکتے ہیں۔

حسبیل بزرگان دین نے کوٹڑوں کے بھرنے کی رسم کو بدعت و گمراہی قرار دیا ہے:

- ① حضرت حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ ۱۳۲۹ھ
- ② حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ بانی دارالعلوم کراچی ۱۳۷۰ھ
- ③ مولانا سید محمد مبارک مدظلہ مصباح العلوم بریلی ۱۳۲۹ھ
- ④ مولانا محمد حسین دارالعلوم سرگتہ خام بریلی ۱۳۲۹ھ
- ⑤ مولانا محمد ایوب فرنگی محلی لکھنؤ ۱۳۲۶ھ
- ⑥ مولانا ابوالقاسم محمد عتیق فرنگی محلی لکھنؤ ۱۳۲۶ھ
- ⑦ مولانا محمود الحسن بدایونی ۱۳۹۰ھ

ان کے علاوہ بے شمار علماء و فضلاء و مشائخ اہل سنت و الجماعت نے متفقہ طور پر ان کونڈوں کی رسم کو بدعت اور ضلالت قرار دیا ہے۔

خاکپائے علماء مشائخ

پیرزادہ ابرار محمد خطیب جامع دارالحق صدر تنظیم الاممہ لاہور
خادم خانقاہ عالیہ صابریہ و چشتیہ۔ دارالحق ٹاؤن شیپھور
خاکپائے علماء مشائخ

ناچیز انیس احمد صدیقی حنفی مجددی ولی اللہی

خادم درگاہ حضرت مولانا شاہ محمد عاشق پھلتی و شاہ اہل اللہ پھلتی نزل صدیقی نگر کوٹ لکھنویت لاہور

Www.Ahlehaq.Com

رجب کے کوئٹے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَمْرٌ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللّٰهُ (۴۲:۴۱)

(ترجمہ) کیا انہوں نے اللہ کا شریک بن کر دین کی نئی راہ ڈالی ہے جس کا اللہ نے حکم نہیں دیا۔

ہمارے بعض شہروں اور قصبوں میں ہر سال ۲۲ رجب کو خفیہ کوئٹے کھلانے

کی رسم جاری ہے، جس کی دینی حیثیت کچھ نہیں کیونکہ :-

(۱) نہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔

(ب) نہ یہ صحابہ کرامؓ اور ائمہ اسلام سے منقول ہے اور

(ج) نہ ہی امامیہ فرقوں (کیسانی، اسماعیلی، اثنا عشری اور علوی کے بزرگوں کا

تقابل یہ کچھ ظاہر ہے۔

لہذا یہ خلافِ شرع اور بے اصل بدعت دراصل مخالفینِ اسلام اور

معاندینِ صحابہ کرامؓ کی ایجاد ہے جو شمالی ہند کے علاقہ اودھ سے شروع ہوئی اور بکھنور

اور رامپور کے نوابوں نے رفض کو پروان چڑھانے کے لئے اس قسم کی بدعات کو عام

کرنے میں حصہ لیا۔ اس امر کی شہادت مندرجہ ذیل بیانات سے ظاہر ہے :-

① حکیم عبد الغفور صاحب آنولوی ثم بریلوی نے اپنے مضمون (رجب کے کوئٹے) مندجہ رسالہ صحیفہ اہل حدیث کراچی، اشاعت ۱۲ اگست ۱۹۶۲ء میں بیان کیا ہے :
کوئٹوں کی رسم بالکل جدید ہے۔ اور اس کی شانِ نزول یہ ہے کہ :-
”نواب حامد علی خاں والے رامپور اپنی کسی منظور نظر رندی سے ناراض ہوئے اور عتابِ شاہی صدر ہوا، اس چالاک کسی نے نواب صاحب کے مذہبی عقائد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے امام جعفر صادق کے نام سے ایک تراشیدہ افسانہ کے مطابق نواب صاحب کی رضا حاصل کرنے کے لئے ۲۲ رجب کو کوئٹے کئے۔

یہ افسانہ اس داشتہ نواب کا اپنا تراشا ہوا نہیں۔ اس نے تو لکڑہارے کی اس داستان عجیب کے اتباع میں کوئٹے کئے تھے۔ دراصل یہ داستان امیر مینائی مرحوم لکھنوی شاعر کے فرزند خورشید مینائی نے اس زمانے میں طبع کرا کے اہل رامپور میں تقسیم کرا دی تھی۔

② پیر جماعت علی شاہ محدث کے ایک مرید مصطفیٰ علی خاں نے اپنے کتابچہ ”جو اھر المناقب“ کے حاشیے پر حامد حسن قادری مرحوم کا یہ بیان درج کیا ہے کہ :-
”احقر حامد حسن قادری کو اس داستان عجیب (یا لکڑہارے کی کہانی) کی اشاعت اور ۲۲ رجب والی پوریوں کی نیاز کے متعلق یہ علم ہے کہ یہ کہانی اور نیاز سب سے پہلے ۱۹۰۶ء میں ریاست رامپور (یوپی) میں حضرت امیر مینائی لکھنوی کے خاندان سے نکلی ہے۔ میں اس زمانے میں امیر مینائی صاحب کے مکان کے متصل رہتا تھا اور ان کے خاندان اور ہمارے خاندان میں تعلقات تھے.... الخ گویا رام پور روہیل کست میں اس رسم کا آغاز لکھنوی

خاندان ہی کی بدولت ہوا۔

(۳) مولوی منظر علی سندیلوی اپنے روزنامہ میں جو ۱۹۱۱ء کی ایک نادر یادداشت ہے لکھتے ہیں کہ :-

۱۹۱۱ء۔ آج مجھے ایک نئی رسم دریافت ہوئی جو میرے اور میرے گھروالوں میں رائج ہوئی جو اس سے پہلے میری جماعت میں نہیں آئی تھی، وہ یہ ہے کہ :-

”۲۱ رجب کو بوقتِ شامِ میدہ، شکر اور گھی دودھ ملا کر ٹلیاں پکائی جاتی ہیں اور اس پر امام جعفر صادقؑ کا فاتحہ ہوتا ہے اور ۲۲ رجب کی صبح کو عزیز واقارب کو بلا کر کھلائی جاتی ہیں، یہ ٹکیاں باہر نکلنے نہیں پاتیں۔ جہاں تک مجھے علم ہوا ہے اس کا رواج ہر مقام پر ہوتا ہے، میری یاد میں کبھی اس کا تذکرہ بھی سماعت میں نہیں آیا۔ یہ فاتحہ اب ہر ایک گھر میں نہایت عقیدت بندی کے ساتھ ہوا کرتا ہے اور یہ رسم برابر بڑھتی جا رہی ہے۔

(۴) عظیم مناظرِ اسلام مولانا عبدالشکور مرحوم نے اپنے رسالہ ”النجم“ لکھنؤ کی اشاعت جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ میں لکھا تھا کہ :-

”ایک بدعت ابھی تھوڑے دنوں سے ہمارے اطراف میں شروع ہوئی ہے اور تین چار سال سے اس کا رواج یوماً فیوماً بڑھتا جا رہا ہے۔ یہ بدعت کونڈوں کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے متعلق ایک فتویٰ بصورتِ اشتہار تین سال سے لکھنؤ میں شائع کیا جا رہا ہے“ (یہاں اشتہار کی گنجائش نہیں)

(۵) اُسی دور کے ایک شیعہ عالم محمد باقر شمس کا قول ہے کہ :-

لکھنؤ کے شیعوں میں ۲۲ رجب کے کونڈوں کا رواج بیس پچیس سال پہلے شروع ہوا تھا
(رسالہ النجم لکھنؤ)

مندرجہ بالا بیانات سے ظاہر ہے کہ رجب کے کوٹندوں کی رسم لکھنواور اس کے گرد و
نواح میں قریباً نصف صدی بیشتر شروع ہو کر صوبہ جات متحدہ آگرہ و اودھ کے توہم پرست
اور ضعیف الاعتقاد جاہل طبقوں میں پھیلتی گئی اور وہیں سے کھٹلوں کی طرح دیگر مقامات
میں مروج ہوئی۔

دستان عجیب کیا ہے ؟

یہ ایک لکڑ ہارے کی منظوم کہانی ہے جو آج سے ۳۵ سال پیشتر سلطان حسین تاجر کتب
بھنڈی بازار بمبئی نے ”نیا زمانہ امام جعفر صادق“ کے عنوان سے طبع کرائی تھی۔ اس
کہانی کا خلاصہ یہ ہے کہ :-

مدینہ منورہ کا ایک لکڑ ہار قسمت کا مارا روزی کمانے کسی دوسرے ملک کو چلا
گیا۔ اس کی بیوی نے مدینہ کے وزیر عظیم کے یہاں جھاڑو دینے کی نوکری کر لی۔ ایک
دن جب وہ صحن خانہ میں جھاڑو دے رہی تھی تو امام جعفر صادق اس راہ سے
یہ فرماتے ہوئے گزرے کہ :-

”کوئی شخص کیسی ہی مشکل اور حاجت رکھتا ہو، آج ۲۲ رجب کو پوریاں پکا کر
دو کوٹندوں کو بھر کر ہارے نام سے فاتحہ دلا دے تو مراد اس کی پوری ہو۔ اگر نہ ہو
تو حشر کے روز اس کا ہاتھ ہوگا اور ہمارا دامن“

یہ سنتے ہی لکڑ ہار نے اپنے دل میں منت مانی کہ میرا شوہر جسے گئے ہوئے ۱۲ سال
گزر گئے تھے جیتا جاگتا کچھ کمائی کے ساتھ واپس آجائے تو میں اماں کے نام کے کوٹندے

کروں گی۔ جس وقت وہ منت کی نیت کر رہی تھی، عین اسی وقت اس کے خاوند نے
دوسرے ملک کے جنگل میں جب سوکھی جھاڑی پر کلبھاری چلائی تو کسی سخت چیز پر لگ کر گری
اس نے وہاں کی زمین کھودی تو اسے ایک دفینہ ملا۔ وہ یہ خزانہ لے کر مدینہ آیا۔ اس نے ایک
عالی شان حویلی بنوائی اور ٹھاٹھ سے رہنے لگا۔ جب حکمران نے اپنی مالکہ وزیر اعظم کی
بیوی سے یہ حال بیان کیا تو اس نے کونڈوں کے اثر سے خزانے کو جھوٹ سمجھا۔ چنانچہ
اس بد عقیدگی کی پاداش میں اسی دن وزیر اعظم پر تباہی نازل ہوا اور مال و دولت ضبط
کر کے شہر بدر کر دیا گیا۔

جنگل کو جاتے ہوئے وزیر نے بیوی سے پیسے کر خر بوزہ خریدا۔ اور رومال میں
باندھ کر ساتھ لے چلے۔ راستے میں شاہی پولیس نے انہیں شہزادے کے قتل کے شبہ میں
گرفتار کر لیا۔ جب بادشاہ کے سامنے رومال کھولا گیا تو خر بوزے کی جگہ شہزادے کے
خون سے لٹھڑا ہوا سر نکلا۔ بادشاہ نے غضبناک ہو کر حکم دیا کہ کل صبح سویرے اس کو بچاؤ
دی جائے۔ رات کو قید خانہ میں یہ دونوں میاں بیوی دل میں سوچ رہے تھے کہ ہم سے ایسی کیا
خطا ہو گئی جس کی وجہ سے اس حال کو پہنچے۔ یکایک وزیر کی بیوی کو خیال آیا کہ میں امام
کے کونڈے کرنے سے انکار کر بیٹھی تھی۔ اس نے اسی وقت توبہ کی اور مصیبت سے
نجات ملنے پر کونڈے بھرنے کی منت مانی۔

اس کا منت ماننا تھا کہ حالات کارنگ پلٹا، گم شدہ شہزادہ صبح کو صبح سلامت
واپس آگیا۔ ان دونوں کو قید سے رہائی ملی۔ وہ واپس مدینہ آئے۔ بادشاہ نے وزیر کو
دوبارہ وزارت عظمیٰ پر بحال کیا اور اس کی بیوی نے دھوم دھام سے امام کے کونڈے بھرے
لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

یہ لغو کہانی خود ظاہر کرتی ہے

کہ اس کا گھڑنے والا لکھنؤ کا کوئی جاہل داستان گو تھا، جس کو اتنا بھی علم نہ تھا کہ :-

۱) مدینہ منورہ میں نہ کبھی کوئی بادشاہ ہوا ہے اور نہ وزیر اعظم -

۲) عربوں میں میدے کی پوریاں گھی میں پکا کر کونڈوں میں بھرنے اور فاتحہ دلانے کا

رواج آج تک نہیں ہوا۔ نہ کونڈے کا برتن وہاں استعمال ہوتا ہے۔

۳) حضرت جعفر بن محمدؑ کی عمر کے ۵۲ سال تک نو اُمیہ کی خلافت رہی جس کا صدر مقام

دمشق (ملک شام) تھا، مگر ان کی خلافت میں بھی وزیر اعظم کا کوئی عہدہ نہ تھا

۴) اس کے بعد ۶۶ سال تک آپ عباسی خلافت میں رہے جس کا صدر مقام بغداد

(عراق) تھا۔ ان کے ہاں بھی آپ کی موجودگی میں وزارت کا عہدہ قائم نہ ہوا تھا۔

۵) یہ بے پر کی کہانی سلسلہ سربو اس ہے اور حضرت جعفر بن محمدؑ پر سخت تہمت ہے کہ

انہوں نے اپنی زندگی ہی میں اپنی فاتحہ دلا کر منت پوری کرنے کی یوں ذمہ داری لی

ہو جو کھلا ہوا شرک ہے۔ آپ کا دامن ایسی لغو باتوں سے پاک ہے۔ اور دینی علوم

کی بصیرت میں ان کا بلند مقام ہے

۶) اس لکڑ ہارے کا قصہ نہ کبھی مدینہ کی گلیوں میں گونجا، نہ عرب ممالک میں کہیں سنائی

دیا اور نہ مشرق و مغرب کے کسی اسلامی ملک میں کہیں پہنچا۔

۷) اس قصے میں جو منظر کشی کی گئی ہے وہ ہندوستان کی کسی راجدھانی اور راجہ

کی تو ہو سکتی ہے، عرب کے قبیلے، فردیا قوم کی ہرگز نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ

عرب قوم بارہ سال تک اکیلی بیوی کو چھوڑ کر کہیں چلے جانے کے قائل نہیں اور غمی

وہ گرم مزاجی کی وجہ سے جدا رہ سکتے تھے۔

۸ حضرت جعفر بن محمد علیہ الرحمۃ ۸ رمضان ۸۰ھ اور بروایت دیگر ۴ ربیع الاول

۸۳ھ کو مدینہ میں پیدا ہوئے اور ۱۵ اشوال ۱۸۸ھ کو ۶۵ سال کی عمر میں فوت ہوئے ان کی زندگی کے حالات مشہور و معروف ہیں۔ لہذا ۲۲ رجب کی تاریخ کی کوئی تخصیص آپ کی تاریخ ولادت سے ہے اور نہ تاریخ وفات سے۔

۹ جس طرح اسرائیلی قوم عجائب پرست تھی اور ہر مدعی نبوت سے معجزات و کرامات

کے ظہور کی آرزو مند رہتی تھی۔ اسی طرح اودھ کی شیعہ ریاست کے ماتحت رام اور لچھمن کے دیس کے خالص ہندو معاشرے میں رہنے والے عوام کا لانا

بھی ہندو دیو مالاؤں اور رامائن کے من گھڑت قصے سن سن کر عجائب پرست بن گئے تھے اور لکھنؤ کے داستان گویوں کو تو یہ فخر حاصل ہے کہ انہوں نے نوابوں

کی سرپرستی میں طلسم ہوش بیا اور فسانہ عجائب جیسی طویل داستانیں گھڑ کر ہندو دیو مالاؤں کو بھی مات کر دیا تھا۔ لہذا لکھنوی معاشرے میں بزرگان سلف کی طرف منسوب

اور افتراء کردہ حکایات کا قبول عام حاصل کرنا کوئی مشکل بات نہ تھی۔ کیونکہ اس کے لئے نہ کسی سند کی ضرورت تھی نہ کسی ضابطے کی۔

۱۰ جس چیز کو دینی طور پر پیش کیا جاتا اس کے جواز کی سند تو ضابطہ دین سے ہی پیش کی جانی

چاہئے۔ سورۃ انعام ۶: آیت ۱۴ میں ارشاد باری ہے کہ :-

”اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچے تو اللہ تعالیٰ کے سوا اسے کوئی رد نہیں کر سکتا اور اگر وہ تم کو کوئی

فائدہ پہنچائے تو بھی اُسے قدرت حاصل ہے، لہذا غیر اللہ سے کوئی مراد مانگنا شرک ہے جو ناقابل طاعتی

گناہ ہے۔ (آل عمران ۳: ۱۰۴)

۲۲ رجب سنہ ۶۰ کو

امیر المؤمنین، امام المتقین، خال المسلمین، مکرم کاتب وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص معتمد اور عصائے اسلام حضرت معاویہ بن ابوسفیانؓ نے سلام اور مسلمانوں کی پچاس سال تک خدمت کرنے کے بعد وفات پائی تھی۔ روافض جس طرح امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظمؓ کی شہادت کی خوشی میں ان کے عقی قاتل ابولولؤ وغیرہ کو بلا شجاع کہہ کر عید مناتے ہیں اسی طرح وہ حضرت امیر معاویہؓ کی رحلت کی خوشی میں ۲۲ رجب کو تقریب مناتے ہیں لیکن پردہ پوشی کے لئے ایک روایت گھڑ کر حضرت جعفر بن محمد کی طرف منسوب کر دی ہے تاکہ راز فاش ہونے سے رہ جائے اور دشمنان معاویہ چپکے سے ایک دوسرے کے یہاں بیٹھ کر یہ شیرینی کھالیں اور یوں اپنی خوشی ایک دوسرے پر ظاہر کریں۔ ان کی تفسیر زہی اور اس پر فریب طریقہ کار سے حضرت جعفرؓ کی نیاز کی دعوت میں کئی سادہ لوح توہم پرست اور ضعیف الاعتقاد مسلمان بھی لاعلمی کی وجہ سے شریک ہو جاتے ہیں۔

خبر کار

کوئٹہ بھرنا زمانہ حال ہی کی ہندوستانی ایجاد ہے۔ لہذا اس گمراہی سے بچنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ کیونکہ یہ ایک صحابی رسولؐ اور کاتب وحی کے دشمنوں کی تقریب (ایم جے آغا خان ایم اے)

بشکرۃ تبلیغی مرکز ریلوے روڈ۔ لاہور

اطلاع عام

ٹرسٹ کسی قسم کا کوئی چندہ وصول نہیں کرتا اور نہ ہی کسی کو ایسا کرنے کا اختیار ہے۔

البتہ کار خیر اور صدقہ جاریہ میں شرکت کے لیے دعوت عام ہے تبلیغ دین اور اصلاح معاشرہ کی کوشش کرنا فی زمانہ فرض عین ہے۔

جو اصحاب خیر حصہ لینا چاہیں براہ راست بذریعہ بینک ڈرافٹ اور منی آرڈر اپنے عطیات روانہ کر سکتے ہیں یا ہمارے اکاؤنٹ نمبر ۷۵۵ حبیب بینک لمیٹڈ بسیلہ براچ نشتر روڈ کراچی میں جمع کر سکتے ہیں کراچی سے باہر کے چیک قبول نہیں کئے جائیں گے۔

جو اصحاب ہر ماہ رسائل کے طالب ہوں وہ رکنیت اختیار کر سکتے ہیں۔ رکنیت فارم کے ہمراہ ایک صد روپیہ سالانہ پاکستان میں اور تین صد روپیہ سالانہ بیرون پاکستان کے لیے ضروری ہیں زیادہ جو بھی ہو وہ صدقہ جاریہ کے لیے عطیہ ہوگا۔

عطیہ رکنیت کسی قسم کی فیس یا کتب و رسائل کا بدلہ نہیں بلکہ صدقہ جاریہ میں شرکت ہے اس کا مقصد صرف رضاء الہی کا حصول ہونا چاہیے۔

یہ رسائل رعایتی قیمت پر حاصل کر کے اپنے حلقہ احباب برادری اور طلباء میں تقسیم کیجئے۔ دین کا علم سیکھنے اور سکھانے کا یہ سہل طریقہ ہے۔

اردو کے علاوہ عربی فارسی انگریزی سندھی بلوچی پشتو گجراتی تراجم بھی دستیاب ہیں۔ رسائل کی مفت تقسیم شفا خانوں جیلوں اور فوج اور پولیس کے جوانوں تک محدود ہے دیگر حضرات یا ادارے فہرست کے مطابق قیمت ادا کر کے طلب کر سکتے ہیں پاکستان میں وی پی طلب کیا جاسکتا ہے۔

اراکین کے لیے ضروری ہے کہ خط و کتابت میں اپنا رکنیت نمبر تحریر فرمائیں۔ دیگر حضرات مکمل نام و پتہ خوشخط تحریر فرمائیں ورنہ تعمیل ممکن نہ ہوگی۔

قرآن کریم۔ تفاسیر۔ احادیث شریفہ اور دینی کتب نیز ہمارے شائع کردہ رسائل کی فہرست طلب فرمائیے۔